بیت المقدس اور عالمِ اسلام

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

قمری سال کے آخری ماہ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کے اواخر میں قاہرہ میں ’’مجمع البحوث الإسلامیة‘‘ کی پانچویں کانفرنس منعقد ہوئی، اس دفعہ حکومتِ پاکستان کی وساطت سے راقم الحروف کو کانفرنس میں شمولیت کی دعوت ملی، یعنی رسمی (سرکاری) طور پر پاکستانی مندوب کی حیثیت سے جانا پڑا۔

ہوا یہ کہ جنوری ۷۰ء کے آخر میں اسلام آباد سے وزراتِ قانون کے سیکرٹری نے ٹیلیفون کیا کہ قاہرہ میں ایک علمی کانفرنس ہورہی ہے اور آپ کو پاکستانی نمائندہ کی حیثیت سے جانا ہوگا، میں نے عذر کیا کہ میں فروری ۷۰ء کی ۴ر تاریخ کو حجِ بیت اللہ الحرام کا عزم کرچکا ہوں، اس لیے میں کانفرنس کی شمولیت سے معذرت خواہ ہوں۔ سیکرٹری صاحب کی طرف سے اصرار ہوا اور فرمایا کہ حجِ بیت اللہ سے واپس آکر تشریف لے جائیں۔ میں نے کہا: یہ بھی مشکل ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے تاریخ معلوم کرنے کے لیے ٹیلیگرام دلوایا ہے، یہ ہوسکے گا کہ آپ جدہ سے قاہرہ براہِ راست چلے جائیں، چنانچہ دوبارہ ٹیلیفون آیا اور تاریخ معلوم ہوئی کہ ۲۷ر فروری ۱۹۷۰ء، ۲۱ر ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو کانفرنس شروع ہوگی اور جب ٹکٹ آجائے گا تو پاکستانی سفارت خانے جدہ بھیج دیا جائے گا، پاکستانی سفیر مقیم جدہ سے رابطہ قائم رکھیں اور ٹکٹ وصول کرکے قاہرہ چلے جائیں، میں نے عرض کیا کہ: یہ ممکن ہے۔

۲۶ر فروری ۷۰ء کو پاکستانی سفیر مقیم جدہ سے ملا، معلوم ہوا کہ ایک خط آیا ہے کہ بنوری کو قاہرہ جانے پر آمادہ کریں، ٹکٹ جب پہنچ جائے گا فوراً بھیج دیں گے اور آپ فوراً اُن سے رابطہ قائم کرکے پہنچادیں۔ لیکن ۲۶ر فروری تک نہ پہنچنے پر مزید تاخیر مشکل تھی، اس لیے سفیر صاحب کے

مشورے سے طے پایا کہ اس ٹکٹ کے انتظار کیے بغیر قاہرہ پہنچ جانا چاہیے۔ (۱)

حج کا موسم تھا، اس زمانہ میں ہوائی جہازوں پر رش ہونے کی وجہ سے عین وقت پر سیٹ کا ملنا بہت دشوار ہوتا تھا، لیکن ''الوکالۃ الحسینیۃ'' سے مراسم وتعلقات کی وجہ سے یہ مرحلہ بآسانی طے ہوا اور ۲۷-۲۸ کی درمیانی شب میں قاہرہ پہنچ گیا۔

یہ کانفرنس تمام سابقہ مؤتمرات سے زیادہ اہم تھی اور نظم ونسق کے اعتبار سے بھی ممتاز تھی، ہر نمائندہ کے لیے مستقل کار تھی اور اس پر مثلاً وفدِ پاکستان کی چٹ لگی ہوئی تھی اور مندوب کے ساتھ ایک مرافق عالم ہوتا تھا کہ جب کسی کام کی ضرورت پیش آئے، مثلاً: ٹکٹ، ویزہ، وغیرہ، وغیرہ تو وہ اِن کاموں کو انجام دے۔

جمعہ ۲۷/فروری سے کانفرنس کا افتتاح ہوا اور جمعرات ۵/مارچ ۰۷ء کو یہ کانفرنس ختم ہوگئی، لیکن جمعہ کو عام تعطیل ہونے کی وجہ سے کوئی خاص کام نہیں ہوا تھا، صرف جامع ازہر میں تمام مندوبین نے نمازِ جمعہ ادا کی تھی اور شام کو ایک بڑے اور شاندار ہوٹل میں استقبالیہ دیا گیا تھا۔ ۲۸/فروری ۰۷ء کی صبح ۱۰/ بجے سے باقاعدہ کانفرنس شروع ہوئی، جس میں چالیس (۴۰) ملکوں کے ایک سو نمائندوں نے شرکت کی، ''شیخ الأزھر'' اور ''وزیر شئون الأوقاف والأزھر'' اور ''مجمع البحوث الإسلامیۃ'' کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود نے مؤثر مقالات پڑھے۔ اسی روز شام کو اور اگلے روز ''کلمۃ الوفود'' کے عنوان سے نمائندوں کو اپنے تأثرات کے اظہار کا موقع دیا گیا کہ جو کہنا چاہیں کہیں۔

یوں تو عام طور سے ''مجمع البحوث'' کی جو کانفرنسیں ہوتی رہی ہیں ان میں زیادہ تر علمی مقالات جو ''مجمع البحوث'' کے اعضاء لکھ کر لاتے ہیں پڑھے جاتے ہیں اور مندوبین کو ان پر بحث ومباحثہ کا حق دیا جاتا ہے، لیکن اس دفعہ تمام کانفرنس میں فلسطین اور قدس کا مسئلہ خاص طور پر پیشِ نظر تھا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کانفرنس کا اصلی منشأ یہی ہے کہ تمام عالمِ اسلامی کی رائے اس سلسلہ میں معلوم کی جائے اور اس مشکل کے حل کے لیے ان کے ذہنوں میں جو تجویزیں ہیں وہ معلوم کی جائیں اور اس طرح تمام عالمِ اسلام کو ان نمائندوں کے ذریعہ بیت المقدس کے مسئلہ پر متفق کیا جائے، اسی لیے اکثر مقالات کا تعلق اسی موضوع سے تھا۔.........مقالات کے موضوعات کا علم ہونے کے بعد طبعاً مندوبین کو بھی اپنے ملکوں کی طرف سے اسی موضوع پر اظہارِ خیال ضروری تھا، چنانچہ اپنی مملکتِ خداداد پاکستان کی طرف سے راقم الحروف نے بھی اسی موضوع پر اظہارِ خیال کیا، جس کا ترجمہ وخلاصہ حسب ذیل ہے:

حاشیہ: (۱)..... بعد میں معلوم ہوا کہ سفارت خانہ کی عمارت سے نکلتے ہی ٹکٹ پہنچ گیا تھا، لیکن قیام گاہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہ نہ پہنچا سکے۔

جنابِ صدر اور معزز حاضرین!

میں جمہوریہ عربیہ متحدہ کا عموماً اور ادارہ ’’مجمع البحوث الإسلامية‘‘ کا خصوصاً شکرگزار ہوں، جن کی مساعی سے ہمیں اس خالص اسلامی مسئلہ پر اظہارِ خیال کا موقع ملا، میں اپنی حکومت مملکتِ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان اور اس کے باشندوں کی طرف سے، یعنی حکومت اور پبلک دونوں کی طرف سے ہدیۂ شکر پیش کرتا ہوں اور واضح الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ بیت المقدس پر یہود کے غاصبانہ قبضہ سے تمام عالمِ اسلامی کو بے حد صدمہ ہے اور اس صدمے میں ملتِ پاکستان کسی عربی مملکت سے پیچھے نہیں، بلکہ احتجاج کے طور پر جلسوں اور جلوسوں کے لحاظ سے شاید آگے ہو، مجاہدین ’’الفتح‘‘ ہمارے ملک میں پہنچ چکے ہیں اور بیشتر مساجد میں جمعہ کے دن مسلمانوں دل کھول کر اُن کی اعانت کرتے ہیں، جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی میں راقم الحروف بھی اس تعاون میں حصہ لیتا رہا ہے اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے فاضل اساتذہ نے نہایت مؤثر انداز میں ان کی عربی تقریروں کی اردو زبان میں ترجمانی کی ہے۔

محترم حضرات! میرے خیال میں بیت المقدس کے مسئلہ کا حل صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلامی جہاد، لیکن اسلامی جہاد کے لیے جن اُمور کی ضرورت ہے، میرے ناقص خیال میں وہ حسب ذیل ہیں:

۱:.....**اولاً**: اس جہاد کا مقصد قومیت، وطنیت، جنسیت سب سے بالاتر ہونا چاہیے اور واحد مقصد صرف اعلاءِ کلمۃ اللہ ہونا چاہیے۔

۲:.....**ثانیاً**: حتی المقدور اسباب ووسائل اور سامانِ جنگ مہیا کرنے کے بعد اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو، نہ کہ اسباب ووسائل پر۔

۳:.....**ثالثاً**: اسلامی جہاد میں استعماری طاقتوں میں سے خواہ مغرب میں ہوں یا مشرق میں، ان دونوں میں سے کسی پر بھی اعتماد کرنے کے بجائے صرف اور محض حق تعالیٰ کے اس کلمہ پر توکل واعتماد کرنا ہوگا جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے: ’’**لا شرقية ولا غربية**.‘‘

۴:.....**رابعاً**: ہماری زندگی میں مغربی تہذیب کے زہریلے اثر سے جو تعیُّشات سرایت کر گئے ہیں، ان کو ایک قلم چھوڑنا ہوگا، سادی زندگی، سادی معاشرت اختیار کرنی ہوگی، جب تک عیش و عشرت کی یہ زندگی ختم نہ ہوگی کامیابی موہوم ہے۔

۵:.....**خامساً**: قرآن کریم نے جس آیت کریمہ (۱) میں سامانِ جہاد کی تیاری -جس میں جہاد بالمال بھی شامل ہے- (اس کی تفصیل زبانی بیان کی) کا حکم دیا ہے، اس کے آخر میں ارشاد ہے:

حاشیہ:(۱)..... پوری آیت یہ ہے: ’’وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ.‘‘ (الانفال:۶۰)

''وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ.'' میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر تم جہاد فی سبیل اللہ کرو گے تو اس کے پورے پورے نتائجِ حسنہ پاؤ گے اور کوئی ظالم طاقت تم پر مسلط نہ ہو سکے گی، لہٰذا کسی ظالم طاقت کا ہم پر مسلط ہونا اس کی دلیل ہے کہ ہم نے کما حقہ جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام نہیں دیا۔ میری دعا اور آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے صحیح اسلامی جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چنانچہ ''مقترحات من کلمة السید محمد یوسف البنوري وفد پاکستان'' کے عنوان سے اس تقریر کا چھپا ہوا خلاصہ عربی میں کانفرنس کے اگلے اجلاس میں تقسیم کیا گیا۔

کانفرنس کے اختتام کے بعد جمال عبدالناصر سے گورنمنٹ ہاؤس میں مندوبین کی ملاقات مقرر تھی، چنانچہ تمام مندوبین اپنی اپنی کاروں میں تنہا- اس موقع پر جو مرافقین مقرر تھے ان کو بھی علیحدہ کر دیا گیا- جمال عبدالناصر سے ملاقات کے لیے گئے، ملاقات ہوئی اور صدر موصوف نے سب سے پرتپاک مصافحہ کیا، اس اثناء میں جو شخص ان سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہتا بھی تھا اور بہت اطمینان سے وہ سنتے بھی تھے۔ راقم الحروف نے ان کی کوششوں کو سراہتے ہوئے متنبہ کیا کہ اگر صرف حق تعالیٰ کی ذات کی طرف اور اس کے دین کی تائید کی طرف توجہ ہوگی تو غیبی امداد ضرور آئے گی:

''اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ.'' (محمد:۷)

''اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی امداد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔''

ملاقات کے بعد جمال عبدالناصر نے مختصر سی تقریر کی، جس کا حاصل یہ تھا:

''میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ مصر آئے اور بیت المقدس کے استرداد کے لیے ہمدردانہ غور وخوض کیا، جو قراردادیں آپ حضرات نے پاس کی ہیں، وہ میں نے پڑھ لی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جائے، اس وقت جو ہماری کوششیں کارفرما ہیں، وہ مشکل کے حل کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ ہمارا مقابلہ تنہا اسرائیل سے نہیں ہے، بلکہ پس پردہ بہت بڑی طاقتور حکومت امریکہ سے ہے، جو اسرائیل کو ہر طرح امداد پہنچا رہی ہے، ابھی کچھ دن ہوئے کہ جدید ترین بمبار طیارے امریکہ نے اسرائیل کو دیئے ہیں، دنیا کے تمام یہودی اسرائیل کی کافی امداد کر رہے ہیں، پانچ سو ملین ڈالر کا چندہ اسرائیل کو ابھی ابھی پہنچ چکے ہیں اور مزید پانچ سو ملین ڈالر کی امداد پہنچائی جانے والی ہے، اس لیے مسلمانوں کو اور تمام عالمِ اسلام کو بھی

اسی طرح اس عظیم مقصد کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، یہ مسئلہ تنہا عرب قوموں کا نہیں، تمام عالم اسلام کا ہے، بلکہ عیسائیوں کا بھی ہے، اس لیے کہ دو ہزار عیسائیوں کو بھی قدس سے نکلنا پڑا ہے، جو لوگ پناہ گزین بن کر ہمارے ملک میں آئے ہیں ان میں عیسائی بھی کافی ہیں۔ ضرورت ہے کہ تمام مسلمان متحد ہو کر ہماری طرح امداد واعانت کریں، تاکہ ہم اسرائیل کے مقابلہ کے لیے جدید ترین اسلحہ مہیا کرسکیں، اگر مسلمانوں نے کما حقہ توجہ کی تو کچھ بعید نہیں کہ آئندہ سال اس کانفرنس کے موقع پر یہ حالات بدل چکے ہوں گے۔

آخر میں جمال عبدالناصر نے مندوبین کے اعزاز کے طور پر اپنے ساتھ ہر ایک کا یادگار فوٹو کھنچوانے کے لیے کہا۔ راقم الحروف کی جب باری آئی تو صف سے علیحدہ ہو کر پیچھے کرسی پر جا بیٹھا، دو شخص آئے کہ جمال عبدالناصر بلا رہے ہیں کہ فوٹو لیا جائے، میں نے معذرت کی اور کہا کہ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا اور میرے نزدیک اس کی کوئی دینی قیمت بھی نہیں، اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ اگلے روز پہلی فرصت میں قاہرہ سے جدہ کے لیے سیٹ مل گئی اور قاہرہ سے جدہ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچا اور مدینہ سے مکہ مکرمہ۔ غرض جو سفر درمیان میں ناتمام رہا تھا' پورا کر کے مراجعت بالخیر ہوئی، **وللّٰہ الحمد**۔

خوشی ہوئی کہ عین اس وقت جب کہ قاہرہ کانفرنس ختم ہوئی، جدہ میں اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی کانفرنس منعقد ہوئی اور کثرتِ رائے سے طے پایا کہ ممالکِ اسلامیہ کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم اور مشترکہ سیکرٹریٹ جس کے ذریعہ تمام مشترکہ اسلامی مسائل حل کیے جائیں قائم کیا جائے۔ رباط کانفرنس میں یہ تجویز پاس ہوگئی اور اس کی تشکیل کے انتظامات بھی شروع ہوگئے۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ ہماری مملکت کے ایک معزز وزیر نے اس سلسلہ میں قابلِ قدر کردار ادا کیا اور تمام مندوبین نے اس کی تحسین کی۔ شام وعراق کی عدمِ شمولیت سے افسوس ہوا، اِن حکومتوں کا عدمِ اشتراک ان کی نیتوں کی غمازی کر رہا ہے، آج سب سے بڑا فتنہ یہی ہے کہ اکثر ملوک وامراء کے دلوں میں شقاق و نفاق بھرا ہوا ہے، ''تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى'' کا مصداق ہیں، اسی لیے اعداء کے دلوں میں اُن کی ہیبت اور رعب ختم ہوگیا۔ دوسرا فتنہ علماء امت کا اختلاف ہے، جس کی وجہ سے عوام کے دلوں سے علماء کی عظمت ومحبت نکل گئی، بلکہ دین سے برگشتہ ہو رہے ہیں، بلاتخصیص تمام علماء پر اس کی مسئولیت عائد ہوتی ہے، ابھی وقت ہے، کاش! اب بھی علماء اُمت متفق ومتحد ہو کر تمام باطل قوتوں کی سرکوبی کے لیے متحد ہو جائیں اور صرف اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی اُمت کو دعوت دیں۔

و ما علینا إلا البلاغ المبین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....